Al-Qawārīr - Vol: 02, Issue: 01, Oct – Dec 2020

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

عورت کے حق سکونت کی شرعی و قانونی حیثیت- تجزیاتی مطالعہ

Legal Status of Women's Right to Residence

An Analytical Study

Muhammad Shahzad Sheikh*
Assistant Professor: FAST-NUCES, Karachi Campus, Karachi.

Muhammad Hassan Saeed*
Lecturer: FAST-NUCES, Karachi Campus, Karachi.

Version of Record
Received: 05-Aug-20 **Accepted**: 24-Sep-20
Online/Print: 19-Dec-2020

ABSTRACT

ALLAH Almighty has placed the responsibility of women on men. One of the most important of these women's rights is "the right to shelter". What is the limit of women's rights in this regard? To whom does this right apply? How much does it apply? What are the misconceptions about this? Especially after marriage when a woman starts her new life, the days she spends in her husband's house with her in-laws, the life after her husband's death, or the life after divorce. In the present article, these issues will be discussed in the light of the teachings and the life of the Prophet Muhammad ﷺ.

Keywords: *Islamic Jurisprudence, Pakistan Family law, Right to Shelter, Rights of Women, Responsibility of Men.*

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو ایک مرکزی حیثیت سے نوازا۔ مرد و عورت کا جوڑا بنایا اور نسل انسانی کا سلسلہ ان سے جاری فرمایا۔ تاہم یہ بات بدیہی ہے کہ عورت اپنی فطرت کے اعتبار سے مرد کے مقابلے میں کمزور و نازک ہے۔ قرآن کریم نے قبل از اسلام عورت کی دگر گوں حالت کی یوں منظر کشی کی ہے کہ پیدائش سے پہلے ہی اسے اپنے لئے باعث عار سمجھا جاتا تھا:

CC BY

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِٱلۡأُنثَىٰ ظَلَّ وَجۡهُهُۥ مُسۡوَدّٗا وَهُوَ كَظِيمٞ﴾[1] اور پیدائش کے بعد اسے منحوس سمجھتے ہوئے زندہ درگور کردیا جاتا تھا ﴿أَيُمۡسِكُهُۥ عَلَىٰ هُونٍ أَمۡ يَدُسُّهُۥ فِي ٱلتُّرَابِۗ أَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُونَ﴾[2]۔

اس معاشرے میں عورت کے حقوق پامال ہوچکے تھے۔اس کے برعکس اسلام اور پیغمبر اسلام نے عورت کی اس صنفی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے حقوق کو متعین اور محفوظ کیا اور خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے متعلق مردوں کو خبردار کیا چناں چہ فرمایا:

((فاتقوا الله في النساء فإنكم أخذتموهن بأمان الله))[3]

اور ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا چناں چہ فرمایا:

((ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف))[4]۔

تاہم اسلام جو کہ ایک معتدل دین ہے، نے دونوں کی فطری صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان میں سے ہر دو پر اس کے حقوق وفرائض متعین کئے اور اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی بنیاد پر علیحدہ اہمیت عطا کی۔ مرد و عورت دونوں اس نظام کے چلنے میں گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہیں۔ ہر ایک پر دوسرے کے لئے کچھ حقوق اور کچھ فرائض ہیں۔

حق رہائش

مرد پر اپنی بیوی کے لئے ان حقوق میں سے ایک، رہائش کا حق ہے: ایک ایسی رہائش جو مناسب ہو۔ چناں چہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ﴾ [5]۔

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مطلقہ کے لئے حق رہائش بیان کیا گیا ہے تو منکوحہ کے لئے یہ حق بہ درجہ اولیٰ ثابت ہوگا[6]۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ﴾[7]۔

اس بارے میں پہلی آیت کے لفظ "مِنْ وُجْدِكُمْ" اور دوسری آیت کے لفظ "بِٱلۡمَعۡرُوفِ" بہت اہمیت کا حامل ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔اس باب میں ہمارا معاشرہ افراط و تفریط کا شکار ہے۔ جہاں عورت کو اپنے اس حق کے حصول میں مشکلات ہیں وہیں اس سلسلے میں اس بات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ فراہمی رہائش کے سلسلے مرد پر بھی ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالا جاتا ہے۔اس مقالہ کا مقصد عورت کے حق رہائش کی حدود کو متعین کرنا، علیحدہ رہائش کے مطالبے اور اس میں مرد پر عائد ذمہ داری کی وضاحت کرنا، حق سکنیٰ کے سلسلے میں عرف وعادت کی اعتبار اور اہمیت کو قران و حدیث اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں، اس کا قابل اطمئنان حل اور عملی شکل پیش کرنا ہے۔

اس سلسلے میں ہم پہلے عورت کے لئے شریعت میں متعین کردہ حق رہائش اور اس کی بنیادی صفات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

عورت کا حق رہائش اور اس کی بنیادی صفات

محفوظ اور پر امن رہائش کا انتظام:

اس رہائش کے لئے بنیادی اور متفقہ شرط یہ ہے کہ یہ رہائش ایک ایسی جگہ ہو جہاں اس عورت کو اپنی جان و مال محفوظ معلوم ہو۔ حتی کہ اگر عورت کسی جگہ خود اس مرد یا اس کے گھر والوں سے پر امن نہ کہ اس بات کا ڈر ہو کہ وہ اسے تکلیف پہنچائیں گے تو قاضی مرد کو اس بات کا پابند کرے گا کہ نیک اور صالح افراد کے پڑوس میں اس عورت کی رہائش کا بند و بست کرے تاکہ وہ اس پر نگاہ رکھ سکیں[8]۔

عورت کی خود مختاری کا تحفظ:

یہ رہائش، شوہر کے گھر والوں سے علیحدہ ہو۔ اس وجہ سے کہ مشترک رہائش کی صورت میں وہ عورت اپنے سامان کو محفوظ نہ سمجھے گی اور نہ ہی شوہر کے ساتھ اپنی مرضی سے جی سکے گی۔ البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ "رہائش" اور "گھر" دو الگ الگ عنوان ہیں، عورت کے لئے الگ گھر کے حوالے سے تفصیل آگے آرہی ہے۔

ضروریات زندگی کی فراہمی:

چوں کہ زمان و مکان کی تبدیلی کی بنیاد پر عرف تبدیل ہو جاتا ہے اور عرف کی تبدیلی سے احکام میں فرق آتا ہے۔ لہٰذا عورت کے لئے رہائش کے ساتھ، بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کے تعین میں عرف کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ یہی لفظ "بِٱلۡمَعۡرُوفِ" کا مطلب ہے۔

مرد و عورت دونوں کی حیثیت کا اعتبار:

سکنی یعنی رہائش کو نفقہ کے ضمن میں ہی نوع شمار کیا جاتا ہے اور نفقہ کے بارے میں حنفیہؒ کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ میاں اور بیوی دونوں کی حیثیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں والا نفقہ و سکنی لازم ہوگا اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں والا لازم ہوگا اور اگر عورت مالدار ہو لیکن مرد تنگدست ہو تو درمیانہ نفقہ و سکنی لازم ہوگا۔ چناں چہ علامہ مرغینانی فرماتے ہیں:

ويعتبر في ذلك حالهما جميعا قال العبد الضعيف وهذا اختيار الخصاف وعليه الفتوى وتفسيره أنهما إذا كانا موسرين تجب نفقة اليسار وإن كانا معسرين فنفقة الإعسار وإن كانت معسرة والزوج موسرا فنفقتها دون نفقة الموسرات وفوق نفقة المعسرات[9]

عورت کا الگ گھر کا مطالبہ، شریعت کی نگاہ میں

عورت کا مرد سے علیحدہ فراہمی رہائش کا مطالبہ فی الجملہ درست ہے۔ البتہ اس سلسلے میں شریعت کی بیان کردہ علیحدہ رہائش کا مطلب، اس کی حدود تعین فقہاء کے اقوال کی روشنی میں پیش ہے۔ جن میں افراط و تفریط سے مرد و عورت دونوں پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔

اس بارے میں اصولی طور پر دو باتیں ملحوظ رہنی چاہئے:

۱۔ عرف وعادت:

عورت کو عرف وعادت کے مطابق رہائش کا حق ہے چناں چہ لفظ "بِٱلۡمَعۡرُوفِ" سے مراد یہی ہے اور چوں کہ یہ عورت کا حق ہے تو اس میں کسی کی شرکت بھی درست نہیں۔

۲۔ شوہر کی استعداد:

دوسری بات یہ کہ اس وجوبِ حق میں مرد کی قوت واستطاعت کو شریعت نے مد نظر رکھا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِيُنفِقۡ ذُو سَعَةٖ مِّن سَعَتِهِۦۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيۡهِ رِزۡقُهُۥ فَلۡيُنفِقۡ مِمَّآ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُۚ﴾[10]۔

نیز سورۃ الطلاق کی آیت میں "مِنْ وُجْدِكُمْ" کی تفسیر علماء نے "من طاقتكم أي مما تطيقونه ملكا أو إجارة أو عارية"[11] کی ہے، لہٰذا جس طور ممکن ہو خواہ ملکیت کی صورت ہو، کرائے کی یا عاریت کی مرد کے ذمے ہے کہ وہ انتظام کرے۔

چناں چہ صاحب بدائع الصنائع علامہ کاسانی عورت کو اس بات کا حق بیان کرتے ہیں کہ اگر عورت، شوہر کے گھر والوں یعنی ساس، نند وغیرہ کے ممکنہ ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے حق ہے کہ یہ مطالبہ کرے، شوہر پر یہ لازم ہوگا کہ وہ الگ گھر کا انتظام کرے:

> ولو أراد الزوج أن يسكنها مع ضرتها أو مع أحمائها كأم الزوج وأخته وبنته من غيرها وأقاربه فأبت ذلك؛ عليه أن يسكنها في منزل مفرد؛ لأنهن ربما يؤذينها ويضررن بها في المساكنة وإباؤها دليل الأذى والضرر ولأنه يحتاج إلى أن يجامعها ويعاشرها في أي وقت يتفق ولا يمكنه ذلك إذا كان معهما ثالث[12]

اس کی تایید صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی کے بیان سے بھی ہوتی ہے:

> وعلى الزوج أن يسكنها في دار مفردة ليس فيها أحد من أهله إلا أن تختار ذلك لآن السكنى من كفايتها فتجب لها كالنفقة وقد أوجبه الله تعالى مقرونا بالنفقة وإذا أوجب حقا لها ليس له أن يشرك غيرها فيه لأنها تتضرر به فإنها لا تأمن على متاعها ويمنعها ذلك عن المعاشرة مع زوجها ومن الاستمتاع إلا أن تختار لأنها رضيت بانتقاص حقها وإن كان له ولد من غيرها فليس له أن يسكنه معها لما بينا[13]

الگ گھر کی نوعیت

عورت کے الگ رہائش کے مطالبہ کے ضمن میں اس رہائش کی نوعیت مختلف ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے لئے ایک مستقل گھر کا انتظام کیا جائے جس میں بنیادی ضرورتیں باہم موجود ہوں، اور شوہر کے گھر والوں میں سے کسی کا عمل دخل نہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک مشترک گھر میں مستقل کمرہ ہو جس کی تالا چابی کا اختیار اسی عورت کا ہو۔

مستقل علیحدہ گھر:

اس بارے میں تفصیل آئندہ آئے گی۔

مشترکہ گھر میں علیحدہ کمرہ:

الگ گھر کی نوعیت کے بارے میں علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ : اگر ایک گھر میں کئی کمرے ہوں اور اس عورت کے لئے ایک کمرہ خاص ہو جس کی تالا چابی اس کے قبضے میں ہو تو عورت کو مزید مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔ چناں چہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں :

حتى لو كان في الدار بيوت ففرغ لها بيتا وجعل لبيتها غلقا على حدة قالوا: إنها ليس لها أن تطالبه ببيت آخر-[14]

یہی بات صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی بھی فرماتے ہیں :

ولو أسكنها في بيت من الدار مفرد وله غلق كفاها لأن المقصود قد حصل.[15]

علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں بھی اس بات کی تایید فرمائی کہ اگر ایک گھر میں کئی کمرے ہوں اور اس عورت کے لئے ایک کمرہ خاص کر دیا جائے تو یوں مرد کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے اور عورت کو مزید مطالبہ کا حق نہیں رہتا، چناں چہ فرماتے ہیں :

(في بيت من الدار مفرد، وله غلق، كفاها لأن المقصود قد حصل) ش: وقال الفقيه أبو الليث في ''الفتاوى''عن أبي بكر الإسكاف، أنه قال: إذا كان في الدار بيوت، وقد فرغ لها بيتًا منها لم يكن لها أن تطلب من الزوج بيتا آخر، لأنه حينئذ يمكن أن يجامعها من غير كراهته.[16]

علیحدہ گھر کے لئے ضروریات زندگی کی کا تعین

مشترک گھر کے الگ کمرہ کی صورت میں بیت الخلاء اور باورچی خانہ کے مستقل اور مشترک ہونے کے بارے میں علماء کی رائے مختلف ہے۔

علامہ ابن الہمام کا وضاحتی نوٹ

صاحب فتح القدیر علامہ ابن الہمام ہدایہ کی مندرجہ بالا عبارت کی وضاحت میں ذکر کرتے ہیں کہ اگر ایک گھر میں بیت الخلاء مشترک ہو تب بھی مرد کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے اور عورت کو مطالبہ کا حق نہیں رہتا :

اقتصر على الغلق أفاد أنه وإن كان الخلاء مشتركا بعد أن يكون له غلق يخصه، وليس لها أن تطالبه بمسكن آخر، وبه قال القاضي الإمام لأن الضرر بالخوف على المتاع وعدم التمكن من الاستمتاع قد زال،[17]

البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ اس عورت اور اجانب کے درمیان مشترک نہ ہو۔

ولا بد من كون المراد كون الخلاء مشتركا بينهم وبين غير الأجانب،[18]

لہٰذا اگر عورت کو ایک گھر میں ایک کمرہ مع ضروری حوائج کے دے دیا جائے اور اسی گھر کے دوسرے کمروں میں اس عورت کی سوکن اور شوہر کے اہل خانہ رہتے ہوں تو اس عورت کو مزید مطالبہ کا حق نہ ہوگا :

والذي في شرح المختار: ولو كانت في الدار بيوت وأبت أن تسكن مع ضرتها أو مع أحد من أهله إن أخلى

لها بيتا وجعل له مرافق وغلقا على حدة ليس لها أن تطلب بيتا،[19]

ہاں اگر یہ عورت کو گھر میں رہنے والے لوگوں میں سے کسی کے جانب سے کسی قسم کی تکلیف دیے جانے کی شکایت ہو تو اسے قاضی کو شکایت کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ قاضی اس صورت میں عورت کے حق کی حفاظت کی خاطر تدریجاً مندرجہ ذیل اقدامات کام کرے گا:

- قاضی کو اگر اس کا علم ہو جائے تو وہ شوہر کو تنبیہ کرے گا
- اگر صورت حال کا صحیح علم نہ ہو سکے تو پڑوسیوں سے تحقیق کرے گا،
- اگر ان پر اعتماد نہ ہو تو عورت کو ایسے لوگوں کے درمیان رہائش دلوائے گا جن پر قاضی کو اطمئنان ہو۔ چناں چہ فرماتے ہیں:

ولو شكت أنه يضر بها أو يؤذيها إن علم القاضي ذلك زجره وإن لم يعلم سأل من جيرانه فإن لم يثق بها أو كانوا يميلون إليه أسكنها بين قوم أخيار يعتمد القاضي على خبرهم.[20]

ابن النجیم کی اختلافی رائے

البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں علامہ ابن النجیم شرح فتح القدیر میں موجود شرح مختصر کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اور علامہ ابن الھمام سے اختلافِ رائے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کمرے کے ساتھ ساتھ بیت الخلاء اور باورچی خانہ بھی الگ ہونا ضروری ہے۔ اور اس بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فتوی اسی بات پر ہونا چاہئے، چناں چہ ارشاد ہے:

والذي في شرح المختار، ولو كان في الدار بيوت وأبت أن تسكن مع ضرتها أو مع أحد من أهله إن أخلى لها بيتا وجعل له مرافق وغلقا على حدة ليس لها أن تطلب بيتا، كذا في فتح القدير وهو يفيد أنه لا بد للبيت من بيت الخلاء ومن مطبخ بخلاف ما في الهداية وينبغي الإفتاء بما في شرح المختار[21]

علیحدہ رہائش کے لئے عورت کی حیثیت کا اعتبار، علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ کی رائے:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ بھی عورت کے لئے علیحدہ رہائش کے حق کو بیان کرتے ہیں:

مطلب في مسكن الزوجة (قوله وكذا تجب لها) أي للزوجة السكنى أي الإسكان، وتقدم أن اسم النفقة يعمها ؛ لكنه أفردها ؛ لأن لها حكما يخصها نهر والظاهر أن المراد بالمنفرد ما كان مختصا بها ليس فيه ما يشاركها به أحد من أهل الدار[22]

تاہم اس عنوان پر تفصیل سے گفتگو فرماتے ہیں، جس میں وہ عورت کی حیثیت کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور اسی بنیاد پر مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہیں، جس تفصیل سے من درجہ بالا مختلف آراء کا محمل متعین ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اگر عورت یہ مطالبہ کرے کہ میں شوہر کے دیگر گھر والوں مثلاً والدین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اس بارے میں تفصیل ہے: یہ دیکھنا پڑے گا کہ وہ عورت جس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اس کی مالی حیثیت کیسی ہے؟:

وعلى ما نقلنا عن ملتقط أبي القاسم وتجنيسه للأسروشني أن ذلك يختلف باختلاف الناس[23]

- اگر مالدار گھرانے سے تعلق ہے تو عورت اپنے مطالبے میں حق بہ جانب ہے کہ اسے ایک مستقل مکمل گھر دیا جائے۔

ففي الشريفة ذات اليسار لا بد من إفرادها في دار[24]

- اگر وہ عورت متوسط گھرانے سے تعلق رکھتی ہے تو ایک ایسا گھر جس میں عورت کے لئے نہ صرف مستقل کمرہ ہو بل کہ مستقل باورچی خانہ اور مستقل بیت الخلاء ہو:

ومتوسط الحال يكفيها بيت واحد من دار ...

... وأقره في الفتح بعدما نقل عن القاضي الإمام أنه إذا كان له غلق يخصه وكان الخلاء مشتركا ليس لها أن تطالبه بمسكن آخر (قوله ومفاده لزوم كنيف ومطبخ) أي بيت الخلاء وموضع الطبخ بأن يكونا داخل البيت أو في الدار لا يشاركها فيهما أحد من أهل الدار . قلت : وينبغي أن يكون هذا في غير الفقراء الذين يسكنون في الربوع والأحواش بحيث يكون لكل واحد بيت يخصه وبعض المرافق مشتركة كالخلاء والتنور وبئر الماء [25]

- اگر عورت غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے تو گھر میں ایک کمرہ ایسا ہو جس کے تالے کی چابی اس عورت کے پاس ہو، اگرچہ بیت الخلاء اور باورچی خانہ مشترک ہو۔

...ومفهومه أن من كانت من ذوات الإعسار يكفيها بيت ولو مع أحمائها وضرتها كأكثر الأعراب وأهل القرى وفقراء المدن الذين يسكنون في الأحواش والربوع ، وهذا التفصيل هو الموافق ، لما مر من أن المسكن يعتبر بقدر حالهما [26]

- عورت اگر اپنے حق سے دست بردار ہونا چاہے تو ہو سکتی ہے:

(قوله خال عن أهله إلخ) ؛ لأنها تتضرر بمشاركة غيرها فيه ؛ ؛ لأنها لا تأمن على متاعها ويمنعها ذلك من المعاشرة مع زوجها ومن الاستمتاع إلا أن تختار ذلك ؛ لأنها رضيت بانتقاص حقها هداية [27]

- یہ بات بالکل بھی درست نہ ہوگی کہ ایک ہی کمرے میں بیوی اور ماں کو رکھے:

قلت : وفي البدائع : ولو أراد أن يسكنها مع ضرتها أو مع أحمائها كأمه وأخته وبنته فأبت فعليه أن يسكنها في منزل منفرد ؛ لأن إباءها دليل الأذى والضرر ولأنه محتاج إلى جماعها ومعاشرتها في أي وقت يتفق لا يمكن ذلك مع ثالث ؛ حتى لو كان في الدار بيوت وجعل لبيتها غلقا على حدة قالوا ليس لها أن تطالبه بآخر . ا هـ فهذا صريح في أن المعتبر عدم وجدان أحد في البيت لا في الدار [28]

ہمارا عرف

لیکن چوں کہ اس معاملے زمان و مکان کے عرف کا بڑا دخل ہے جیسے کہ علامہ شامی نے خود بلاد شام کا عرف اور اس کا مسئلہ ذکر کیا اسی طرح ہمارے علاقے کا عرف اس بارے میں کیا ہے؟ یہ دیکھنا اور اسی کے مطابق فیصلہ کرنا مناسب ہے۔ مثلاً متوسط گھرانوں میں شادی شدہ جوڑے کے لئے ایک کمرہ مع بیت الخلاء کے ہوتا ہے جب کہ گھر میں باورچی خانہ کی عمارت تو ایک ہوتی ہے البتہ پھر بھی عرف میں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کا کچن الگ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گو کہ باورچی خانہ کی عمارت ایک ہے مگر گھر کی بہوئیں مختلف اوقات میں کچن استعمال کرتی ہیں۔ نیز کیا پکانا ہے؟ کتنا پکانا ہے؟ اس کا سامان وغیرہ کے بارے میں وہ خاتون خود مختار ہوتی ہے، اس صورت کو بھی ہمارے عرف میں مستقل کچن ہونا شمار کیا جاتا ہے۔ نیز کتب فقہ میں کتاب القسمۃ کے ضمن میں باب المہایاۃ کے تحت اسی عنوان کو ذکر کرتا ہے کہ جن اشیاء کی تقسیم نہ کی جاسکتی ہو اور وہ مشترک ہوں تو منافع کی تقسیم کیسے کیا جائے۔

ایک سے زیادہ بیوی ہونے کی صورت

اس بارے میں علماء کی رائے مختلف ہے، علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو ایک گھر میں ایک کمرہ مع ضروری حوائج کے دے دیا جائے اور اسی گھر کے دوسرے کمروں میں اس عورت کی سوکن رہتی ہو تو اس عورت کو مزید مطالبہ کا حق نہ ہوگا:

والذي في شرح المختار: ولو كانت في الدار بيوت وأبت أن تسكن مع ضرتها أو مع أحد من أهله إن أخلى لها بيتا وجعل له مرافق وغلقا على حدة ليس لها أن تطلب بيتا، [29]

جب کہ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ: ایک گھر میں دو بیویوں کو جمع نہ کرے، خواہ دونوں کے کمرے الگ الگ ہوں، اس لئے کہ دو سوکنوں میں مخاصمت سسرالیوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

وفرق في الملتقط لصدر الإسلام بين ما إذا جمع بين امرأتين في دار وأسكن كلا في بيت له غلق على حدة لكل منهما أن تطالب ببيت في دار على حدة ؛ لأنه لا يتوفر على كل منهما حقها إلا إذا كان لها دار على حدة ، بخلاف المرأة مع الأحماء ، فإن المنافرة في الضرائر أوفر. [30]

مطلقہ کے لئے رہائش کا حق

اگر عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو تو جب تک عورت عدت میں ہو، اسے اجماعا نفقہ اور رہائش کا حق ہوگا۔ پھر اگر اس مرد کا اس عورت سے رجوع کا ارادہ نہ ہو عدت کے ایام تک یہ مرد گھر سے چلا جائے۔ اور اگر عورت کو طلاق بائن دی گئی ہو، خواہ مغلظہ ہو یا غیر مغلظہ، نیز عورت حاملہ ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں حنفیہ کے نزدیک نفقہ و رہائش عورت کا حق ہے، چناں چہ فتاوی عالمگیری میں ہے:

الفصل الثالث في نفقة المعتدة المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعيا أو بائنا ، أو ثلاثا حاملا كانت المرأة ، أو لم تكن كذا في فتاوى قاضي خان [31]

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ﴾[32]

کلام کی خوبصورتی ملاحظہ کیجئے کہ بجائے مِنْ بُيُوتِكُم کے ﴿مِنْ بُيُوتِهِنَّ﴾ کہا۔ تاکہ خوب اچھی طرح واضح ہو جائے کہ عدت کے دوران عورت کو اس گھر سے نکالنے کی اجازت نہیں جس میں شادی سے پہلے رہ رہی تھی۔ شریعت کا یہ حکم اپنے اندر ایک عجیب حکمت لئے ہوئے ہے کہ جب مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ عورت اسی گھر میں عدت گزارتی ہے جو کہ حقیقت میں اس کا اپنا گھر نہیں ہوتا، جب کہ وہ مرد جو اس گھر کا مالک ہوتا ہے وہ اپنے گھر سے کچھ وقت کے لئے بے گھر ہو جاتا ہے۔ اور یوں اسے احساس ہوتا ہے کہ گھر سے بے گھر ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

پاکستان فیملی لاء مجریہ 1961

عورت کے لئے نفقہ اور رہائش کے حق کے سلسلے میں قانون پاکستان میں فیملی لاء مجریہ 1961 میں موجود ہے، جس کی رو سے اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کا مناسب طریقے سے نان نفقہ اٹھانے میں ناکام رہتا ہے، یا جس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں، تو ان کی برابری کو برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے، تو بیوی، یا تمام بیویاں یا ان میں سے کوئی، کسی دوسرے قانونی چارہ جوئی کے علاوہ چیئرمین کو بھی درخواست دے سکتی ہے۔ جو اس معاملے کا تعین کرنے کے لئے ثالثی کونسل تشکیل دے گا، اور ثالثی کونسل اس رقم کے بارے میں ایک سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہے جو شوہر کی جانب سے نان نفقہ کے طور پر ادا کی جائے گی۔

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کا مناسب طریقے سے نان نفقہ اٹھانے میں ناکام رہتا ہے، یا جس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں، تو ان کی برابری کو برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے، تو بیوی، یا تمام بیویاں یا ان میں سے کوئی، کسی دوسرے قانونی چارہ جوئی کے علاوہ چیئرمین کو بھی درخواست دے سکتی ہے۔ جو اس معاملے کا تعین کرنے کے لئے ثالثی کونسل تشکیل دے گا، اور ثالثی کونسل اس رقم کے بارے میں ایک سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہے جو شوہر کی جانب سے نان نفقہ کے طور پر ادا کی جائے گی۔:

9. Maintenance.

(1)If any husband fails to maintain his wife adequately, or where there are more wives than one, fails to maintain them equitably, the wife, or all or any of the wives, may in addition to seeking any other legal remedy available apply to the Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter, and the Arbitration Council may issue a certificate specifying the amount which shall be paid as maintenance by the husband.

(2)A husband or wife may, in the prescribed manner, within the prescribed period, and on payment of the prescribed fee, prefer an application for revision of the certificate, to the Collector concerned and his decision shall be final and shall not be called in question in any Court.

(3)Any amount payable under Sub-section (1) or, (2) if, not paid in the due time, shall be recoverable as arrears of land revenue.

خلاصہ

شریعت کی رو سے عورت کی رہائش کا مناسب انتظام مرد کی ذمہ داری ہے۔ اس رہائش کے معیار کے لئے دونوں میاں و بیوی کی حیثیت کا اعتبار کیا جائے گا، اسی حیثیت کی بنیاد پر عورت کے علیحدہ گھر کے مطالبہ کا تعین کیا جائے گا۔ قانون پاکستان میں عورت کے رہائش کے حق کو مستقلاً ذکر نہیں کیا گیا بل کہ نان نفقہ کے حق کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز جس تفصیل سے شریعت نے عورت کے حقوق کو متعین اور بیان کیا ہے، قانون پاکستان میں بھی اسی تفصیل کے ساتھ قران وحدیث کی روشنی میں بیان کیا جانا چاہیئے۔

حواشی، حوالہ جات

1- سورۃ النحل:58

2- سورۃ النحل:59

3- مسلم بن الحجاج القشیری، **الصحیح**، کتاب: الحج، باب: حجۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: 1218، (ریاض: بیت الافکار الدولیہ، 1419-1998)، ص: 484

4- مرجع سابق

5-سورۃالطلاق:6

6-موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ،المغني،(:دارالکتاب العربی)،ج:9،ص:237

7-سورۃالنساء:19

8-زین الدین ابن النجیم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق،(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1418-1997)،ج:4،ص:329

9-برہان الدین ابوالحسن ابو بکر بن علی مرغینانی،الهداية شرح البداية،(کراچی:ادارۃالقران والعلوم الاسلامیہ)،ج: 3 ، ص: 376

10-سورۃالطلاق:6

11-مرجع سابق

12-علاوالدین ابو بکر بن مسعودالکاسانی،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع(بیروت:دارالکتاب العربی،1394-1974)،ج:4،ص:23

13-مرغینانی،الهداية، ج:3،ص:388

14-کاسانی،بدائع،ج:4،ص:23

15-مرغینانی،الهداية، ج:3،ص:388

16-بدرالدین محمد محمودبن احمد عینی،البناية شرح الهداية،(بیروت:دارالفکر،1411-1990)ج:5،ص:519

17-کمال الدین محمد بن عبدالواحدالمعروف ابن الہمام،شرح فتح القدير،(بیروت:دارلکتب العلمیہ،1424-2002)،ج:4،ص:357

18-مرجع سابق

19-مرجع سابق

20-مرجع سابق

21-ابن النجیم،البحر الرائق، ج: 4، ص: 329

22-ابن عابدین شامی،رد المحتار،(بیروت:دارالکتب العلمیہ)،ج:13،ص:160

23-مرجع سابق

24-مرجع سابق

25-مرجع سابق

26-مرجع سابق

27-مرجع سابق

28-مرجع سابق

29-ابن الہمام،شرح فتح القدیر،ج:4،ص:357

30-شامی،رد المحتار،ج:13،ص:160

31-شیخ،نظام،الفتاوی الهندیة،(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1421-2000)،ج:1،ص:579

32-سورۃ الطلاق:1